دینی تعلیم و تربیت سے مجرمانہ تغافل کا المیہ

فضیلۃ الشیخ علی محفوظ مرحوم

یہ افسوسناک المیہ ہے کہ خواص امت بھی دینی امور میں تغافل سے پروائی برتنے لگے ہیں۔ ایسے وقت میں جب کہ تعلیم گاہیں فساد و گمراہی کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ اور نوخیز نسل اسی ماحول میں پل بڑھ رہی ہے۔ اور اسی فساد ذہنیت کے ساتھ وہ جوانی و بڑھاپے میں قدم رکھ رہی ہے۔ مرشدین و مصلحین امت ان کی طرف سے غافل نظر آتے ہیں یا ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر ان کو نصیحت کرنا اور انہیں دین کی تعلیم دینا، اور دین سے انہیں روشناس کرانا ترک کر دیا ہے۔ جب کہ دوسری طرف دشمنان دین بڑی ہوشیاری کے ساتھ اور بڑے خوبصورت طریقے سے لوگوں کا ذہن غلط افکار کی طرف موڑ رہے ہیں اور انہیں شکار کرنے کیلئے طرح طرح کے جال ڈال رہے ہیں۔ کیا تم مسیحی مشنریوں کو نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں نے کیسے کیسے شفاخانے بنا رکھے ہیں اور تعلیم کا کیسا نظم قائم کر رکھا ہے۔ جس کے ذریعے وہ لوگوں کے قلوب اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور بڑی بڑی حکمت عملی سے اپنے نظریات لوگوں کے دلوں میں اتارتے ہیں گمراہی کی یہ ساری کوششیں بڑے منصوبے اور نظم کے ساتھ جاری ہیں اور ہماری ملت اسلامیہ کے خواص ہیں کہ اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالے بیٹھے ہیں تا کہ اسلام کا مطالبہ اور اس کی فریاد ان کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ عوام ہلاکت کی طرف ایسے بڑھ رہے ہیں جیسے پروانے آگ پر ڈٹے پڑے ہوں مگر ان کی کمر پکڑنے والا اور انہیں ہلاکت سے باز رکھنے والا کوئی نہیں ہے قصہ مختصر، عوام یا خواص دینی حالت سب کی ایسی خراب ہوگئی ہے کہ اگر اس ماحول میں کوئی بندہ خدا اٹھے اور اپنے آپ کو راہ مستقیم پر ڈال دے اور دین خالص سے تجاوز نہ کرے تو وہ خود کو اس راہ میں منفرد و اجنبی سا محسوس کرے گا۔ حسنات پر منکرات کا اور سنن پر بدعات کا اس قدر غلبہ ہو گیا ہے کہ دین کی صحیح صورت لوگوں کی نظر سے مستور ہوگئی ہے اور بداعمالی اور منکرات سے لوگوں کی طبیعتیں اس طرح مانوس ہوگئی ہیں اور وہ اس قدر ان کے دلوں میں راسخ ہوگئی ہیں کہ ان کا کوئی طبیب حاذق ہی کر سکتا ہے۔ حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ آج اگر رسول اللہ ﷺ تم میں آ جائیں تو نماز کے سوا اپنے دور کی کوئی چیز صحیح حالت میں نہ دیکھیں گے امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ یہ حال تو صحابہ کے دور میں ہو گیا تھا اب ہمارے دور کو اگر آپ دیکھیں تو دین کا کونسا کام ڈھنگ کا پائیں گے۔ اور ہم تو کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے اس زمانے میں آ جائیں تو نماز تک کو بھی صحیح حالت میں نہ پائیں گے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے عہد میں جو باتیں دیکھ رہے تھے آج وہ باتیں نظر نہیں آ رہی ہیں۔ سوائے لا اللہ الا اللہ کے۔ ہم نے کہا اے ابوحمزہ آپ نے درست فرمایا: بولے یہ نماز ہی دیکھ لو اول وقت سے کتنی تاخیر کر کے پڑھی جاتی ہے کیا رسول اللہ کی یہی نماز تھی؟ خوش بختی اس میں ہے کہ سلف کی روش کو اختیار کیا جائے اور خود کو من کل الوجوہ اب فساد سے دور رکھا جائے یہ بھی ایک المیہ ہے کہ عوام ہوں یا خواص انہوں نے اپنے اہل وعیال و خدام کی دینی حالت پر نظر رکھنا ترک کر دیا ہے وہ ان کو دین کی تعلیم نہیں دیتے نہ دینی کام پر ابھارتے ہیں۔ وہ اس بات سے غافل ہیں کہ ان پر مولیت کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اور وہ ان کی بابت عند اللہ مسئول ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته الامام راع ومسئول عن رعیته المراۃ راعیة فی بیت زوجھا ومسئونة عن رعیتھا ، والخادم راع فی مال سیدہ ومسئول عن رعیته و کلکم راع ومسئول عن رعیته۔

یعنی تم میں سے ہر شخص ذمے دار ہے اور قیامت کے روز اس سے اپنے ماتحت کے بارے مین سوال کیا جائے گا۔ امام اپنے ماتحوں کا ذمے وار ہے۔ اور وہ ان کی بابت سوال کیا جائے گا۔ ہر آدمی اپنے بال بچوں کا ذمے وار ہے۔ اور وہ ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمے دارے ہے اور اس سے ابں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمے واری کس حد تک نباہی۔ پس یاد رکھوتم سب کے سب نگراں و ذمے دار ہو اور اپنے ماتحوں کے بارے میں قیامت کے دن سوال کئے جاؤ گے۔ (بخاری و مسلم عن ابن عمرؓ)

یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے آپ نے ہر شخص کو اپنے ماتحوں کا مسئول و ذمے دار قرار دیا ہے لیکن تم بہت سے لوگوں کو دیکھو گے کہ ان کے اہل وعیال اور ان کے ماتحت لوگ نماز روزہ سے بے پرواہ ہوں گے مگر جب تم اسی راعی اور مالک سے سوال کرو گے کہ تمہارے ان ماتحوں کی یہ حالت کیوں ہے اور تم کیوں انہیں دین پر کاربند نہیں کرتے۔ تو وہ بڑی سادگی سے جواب دیں گے کہ بھئی ہم تو انہیں نصیحت کرتے ہیں مگر یہ ہماری سنتے ہی نہیں ہم کیا کریں۔ یہ اپنے عمل کے آپ مختار ہیں مگر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ دوسری طرف دنیاوی کاموں میں ان ماتحوں کا یہ حال ہوگا کہ انہیں اپنے راعی و مالک کے کسی حکم کی خلاف ورزی کی جرات نہ ہوگی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر ہم بڑے صاحب کا حکم نہ مانیں گے تو ان کا بڑا عتاب ہم پر نازل ہوگا لیکن بڑے صاحب کو دینی کاموں مس اپنے ماتحوں کی حکم عدولی پر چونکہ غصہ نہ آئے گا اور اس خلاف ورزی پر کوئی عتاب نہ ہوگا کیونکہ بڑے صاحب دینی کام کا کوئی خاص اثر نہیں لیتے اس سے اندازہ کرو کہ لوگوں میں دین کی اہمیت کتنی ہے اور دنیا کی اہمیت کتنی ہے۔ دنیاوی خسارہ ان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے نا قابل برداشت ہوتا ہے وہ دنیاوی خسارے ٹھنڈے پیٹ گوارہ نہیں کرتے۔ لیکن دینی خسارہ وہ بڑی آسانی سے گوارا کر لیتے ہیں۔ اپنا خسارہ اپنے اہل وعیال کا خسارہ انہیں بڑی آسانی سے گوارا ہو جاتا ہے۔ یہ حالت ہوگئی ہے مسلمانوں کی اور دنیاداری کی۔

گھر کے مالک ومختار لوگ اگر دینی امور میں حکم عدولی وخلاف ورزی پر ماتحوں کی اسی طرح گرفت کریں جس طرح دنیوی امور میں حکم عدولی پر کرتے ہیں تو ممکن نہیں ہے کہ ماتحت لوگ بڑے صاحب کی نصیحت سنی ان سنی کردیں اور اس پر کان نہ دھریں۔

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ تبلیغ دین اور ہماری ذمہ داریاں

مصداق ہے۔

ہمیں اندریں حالات ایک پلیٹ فارم پر وحدت کا نعرہ لگا کر متحد ہو کر اپنے نقصان کی تلافی کرنی چاہئے پاکستان میں اہلحدیث کی مثال تو ایسی ہے جو شخص اسلامیات کا پرچہ حل کرنے میں تاریخ کا پرچہ حل کر کے آئے نتیجہ زیرو نہیں تو اور کیا نکلے گا؟ ساری زندگی قران وحدیث پڑھا اور سنا جب فیصلہ کی نوبت آئی تو پھر جناب فقہ حنفی کے تحت مسائل حل ہوں گے۔

اعتقاداً:

اعتقادی طور پر عامل قرآن اور حدیث اور قولا بھی اہلحدیث اور عملا حنفی اس کا معنی واضح ہے۔ رٹ لگائی قرآن و حدیث کی اور وقت امتحان ثمرہ فقہ حنفی کا ملا۔

اصل تبلیغ:

ہمارے ارباب علم و دانش مبلغین کو اپنی ہر تقریر اور درس میں یہ حکومت سے مطالبہ رکھنا چاہئے پاکستان کی اساس قرآن وحدیث پر ہے۔ لہذا نظام بھی قرآن وحدیث پر ہونا چاہئے ورنہ جو ہمارے ہاں مدارس اور مساجد میں تبلیغی اجتماعات اور زر کثیر صرف ہو رہا ہے۔ وہ صرف تشخیص اذہانی تک محدود ہے جو کہ نتائج سے بالکل آزاد ہے۔

موثر تبلیغ:

قرآن اور حدیث ہی موثر تبلیغ ہے۔ خلیفہ اول نے تمام متنازع فیہ مسائل کا حل حدیث پاک سے کیا اسی سے فتوحات اور غنائم اور سکون کی زندگی مسلمانوں کو نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ جوش میں ہوش کے تقاضوں اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق دے عین اسلام قرآن اور حدیث کے نفاذ کی تحریک اور ترغیب ہونی چاہئے۔